ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 4, (Oct to Dec 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-IV)urdu-02

ماخذ تحقیقی مجلہ

OPEN ACCESS

CC BY NC

آسیہ راج
پی ایچ۔ڈی سکالر، شعبہ اردو، قرطبہ یونیورسٹی آف سائنس اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی، پشاور۔
ڈاکٹر تحسین بی بی
صدر شعبہء اردو، قرطبہ یونیورسٹی آف سائنس اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی، پشاور۔
ڈاکٹر رئیس احمد مغل
پروفیسر شعبہء اردو، گورنمنٹ سپیریئر سائنس کالج، پشاور۔

ناول "ملک العزیز ورجنا" میں تیسری صلیبی جنگ کے تناظرات

Asia Raj *
PhD Scholar, Department of Urdu, Qurtuba University of Science & Information Technology Peshawar.
Dr. Tehseen Bibi
Chairperson, Department of Urdu, Qurtuba University of Science & Information Technology Peshawar.
Dr. Raees Ahmed Mughal
Professor Department of Urdu, Govt. Superior Science College, Peshawar.

***Corresponding Author:** asiaraj0404@gmail.com

Perspectives on the Third Crusade in the Novel "Malk ul Aziz Varjina"

Abdul Halim Sharar (1860-1926) in his Urdu novel “Malk ul Aziz Varjina” dipicted events and impactas revolving aroud the Third Crusade. This short article is an effort to identify the differences and similarities in fact and fiction in the novel. This novel is in fact a creative rebuttle to Sir Walter Scott's novel on same theme, The Talisman (1825). Walter Scott presented Christian perspective that in view of Sharar need correction. This sensitivity to relegious and national identity was indeed stem from the fact that after the War of

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 4, (Oct to Dec 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-IV)urdu-02

ماخذ تحقیقی مجلہ

Independence in 1857, Muslims of India felt humilated and helpless. The aim of these historical novels writing was to develop sense of glory of Islam in the young generation. After comparing and analyzing the events of the third crusade in the novel with other historical books, some differences and commonalities are revealed which helped in reaching the historical authenticity; and thus, shed light on mutual boundries as well as limitations of the history and the literature.

Key Words: *Historical Novel, Abdul Halim Sharar, Malk ul Aziz Varjina, Third Crusade, Differences and Similarities, Sultan Salahuddin.*

تاریخ ماضی کے واقعات اور اُن کے اسباب و اثرات کو صحت سے پیش کرنے کا فن ہے۔ تاریخ کا بنیادی موضوع انسانی کارنامے اور ناکامیاں ہیں۔ ادب کا بنیادی موضوع بھی انسان ہے لیکن اس کی زمانی وسعت ماضی حال مستقبل کی قید سے ماورا ہونے کے ساتھ ساتھ، حقیقت سے آگے بڑھ کر امکان اور وجوہات کی تخیلاتی تشکیل پر مبنی ہے۔ ایک تاریخ نگار صرف ماضی کے حالات و واقعات کو تحریر کرتا ہے جب کہ ادیب نہ صرف انسانی نفسیات پر، بلکہ تہذیب اور معاشرے پر ان واقعات کے اثرات کو بھی اپنی تخلیق کا حصہ بناتا ہے۔ وہ اپنے تاریخی شعور سے کام لیتے ہوئے سماج اور معاشرے کی تربیت اور بہتری میں ایک اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اپنے انھی خیالات کے ذریعے معاشرے کے افراد میں بھی تاریخی شعور کے ساتھ ساتھ سماجی شعور اور جذباتی بلوغت کو پروان چڑھانے میں اپنا کردار ادا کرتا ہے۔

مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان مذہبی جنگوں کا ایک طویل سلسلہ تاریخ کے اوراق میں محفوظ ہے، جنھیں "مقدس صلیبی" جنگوں کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ یہ جنگیں گیارھویں صدی عیسوی سے تیرھویں صدی عیسوی تک لڑی گئیں۔ صلیبی جنگوں نے عالمی تاریخ میں اقوام کے عروج و زوال اور انسانی معاشرے کی تبدیلی پر نمایاں اثرات مرتب کیے۔ یورپ کی علمی و سیاسی بیداری کا نکتہ آغاز یہی صلیبی جنگیں ہیں جب اہل یورپ بڑی تعداد میں اپنے علاقوں سے نکلے اور ترقی یافتہ اور مہذب دنیا سے آشنا ہوئے۔ عالم اسلام پر بھی ان جنگوں کے متنوع سیاسی، سماجی اور علمی اثرات نمایاں ہیں۔

اردو ادب کا مطالعہ کرتے ہوئے یہ بات سامنے آتی ہے کہ بہت سے ادیبوں نے اپنی تخلیقات میں صلیبی جنگوں کی تصویر کشی کی ہے۔ اصناف کے لحاظ سے ناول وہ میدان ہے جہاں اردو اہل قلم نے تفصیل سے اس موضوع کے مذہبی اور جذباتی رنگ کو عوامی جذبات کے کتھارسس کے لیے استعمال کیا۔ اردو نثر میں صلیبی جنگوں کی پیچیدہ

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 4, (Oct to Dec 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-IV)urdu-02

ماخذ تحقیقی مجلہ

اور کثیر جہتی نوعیت کی عکاسی ملتی ہے۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی برصغیر پاک وہند کا ایسا المیہ تھا جس نے ہندوستان کے پورے معاشرے کو سماجی، معاشرتی اور سیاسی لحاظ سے شکست وریخت اور انتشار سے دوچار کیا۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ ۱۸۵۷ء کے بعد، انگریزوں کے سیاسی تسلط، اقتدار اور مسلمانوں کی سیاسی و معاشرتی لحاظ سے غلامی کی گھٹن اور اس کے باعث پیدا ہونے والی انگریزوں کے مظالم کے خلاف نفرت ان تاریخی ناولوں کا بنیادی محرک ہے۔ ان ناول نگاروں کا بنیادی مقصد مسلمانوں کی عظمت رفتہ کو بحال کرنا تھا۔ مسلمان سیاسی، تہذیبی اور ملی مسائل کا شکار تھے۔ انھیں جھنجھوڑنے اور جگانے کی ضرورت تھی جس کے لیے ناول سب سے موزوں صنف تھی۔

اردو ادب میں شرر اولین تاریخی ناول نگار ہیں۔ انیسویں صدی میں ناول کے آغاز کے ساتھ ہی تاریخی ناول نگاری کی ابتدا بھی ہوئی۔ چوں کہ اس زمانے میں مسلمانوں کا زوال شروع ہو چکا تھا تو مسلمانوں کے حوصلے پست تھے۔ شرر کی یہ خواہش تھی کہ پھر سے وہی حالات بن جائیں اور مسلمان مایوسی کی جگہ جرأت و بہادری کا مظاہرہ کرتے ہوئے ترقی کریں۔ اس حوالے سے ممتاز منگلوری، شرر کے تاریخی ناول "ملک العزیز ورجنا" کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:

> "ان سب محرکات کے زیر اثر شرر نے محسوس کیا کہ قوم کی اصلاح کے لیے ضروری ہے کہ اس میں مذہبی شوق اور اپنی تاریخ سے لگاؤ پیدا کیا جائے اور اس طرح اسلاف کے ولولہ انگیز کارناموں سے انس پیدا کیا جائے۔ چناں چہ انھوں نے جب قلم سنبھالا تو اپنی فکر و نظر کے مطابق اسلامی تاریخ و معاشرت کے اس درخشاں عہد کو موضوع بنایا۔ مسلمانوں کی تاریخ کی سنہرے اوراق کو دفتر نسیاں سے نکال کر ان کے سامنے پیش کیا اور اس طرح انھیں ان کے قدیم کارنامے یاد دلا کر موجودہ تنزل کے اسباب پر غور کرنے کی طرف مائل کرنا چاہا۔" (۱)

دنیا کی کئی زبانوں میں صلیبی جنگوں کے موضوع پر لکھا گیا ہے۔ اردو ادب بھی اس سے مالا مال ہے۔ افسانوی اصناف میں ناول کو یہ اہمیت حاصل ہے کہ وہ تاریخی حوالے سے اپنا دامن کافی وسیع رکھتا ہے۔ تاریخی ناولوں میں مسلمانوں کے عروج و زوال کے موضوعات کو پیش کیا گیا ہے۔ شرر کا پہلا تاریخی ناول "ملک العزیز ورجنا" اسی موضوع پر لکھا گیا ناول ہے۔ ۱۸۸۸ء میں رسالہ "دلگداز" میں سلسلہ وار شائع ہوتا رہا۔ اس میں "تیسری صلیبی جنگ" کا احاطہ کیا گیا ہے جو ۱۱۸۹ء تا ۱۱۹۲ء تک لڑی گئی جنگ ہے۔ شرر نے انگریز ناول نگار والٹر سکاٹ (Walter Scott) کے تاریخی ناول "طلسمان" کا مطالعہ کیا تھا۔ اس میں سکاٹ نے اسلام اور خاص

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 4, (Oct to Dec 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-IV)urdu-02
ماخذ تحقیقی مجلہ

کر "صلاح الدین ایوبی" کے کردار و شخصیت کو نشانہ بنایا تھا۔ شرر نے اس کے مقابلے میں "ملک العزیز ورجنا" ناول تحریر کیا۔ اس حوالے سے ڈاکٹر محمد شاکر لکھتے ہیں:

> "معاشرتی ناول نگاری کے دوران سر والٹر سکاٹ کا تاریخی ناول "طلسمان" شرر کے زیر مطالعہ رہا تھا۔ جس میں ناول نگار نے عرب کی اسلامی زندگی کے بارے میں کچھ سطحی نقوش کی وضاحت کی تھی۔ شرر پر اس کا ردعمل ہوا اور انھوں نے عہد رفتہ کی اسلامی زندگی کی عظمتوں کو ناول کے ذریعے پیش کرنے کا ارادہ کیا۔"[۲]

ناول "ملک العزیز ورجنا" چوں کہ تیسری صلیبی جنگ پر لکھا گیا ہے، اس لیے اس کا پلاٹ اور واقعات بھی تیسری صلیبی جنگ کے حوالے سے ہیں۔ اس جنگ میں صلاح الدین ایوبی سے بیت المقدس بازیاب کرانے کے لیے یورپ کی پوری مسیحی برادری اکٹھی ہوئی تھی۔ انگلستان، فرانس، جرمنی اور اٹلی سے لاکھوں کی تعداد میں فوجیں فلسطین پہنچی تھیں۔ انھوں نے عکہ شہر کا محاصرہ کر لیا تھا تاکہ یہاں سے بیت المقدس کو آسانی سے فتح کیا جا سکے۔ شاہ انگلستان رچرڈ شیر دل (Richard Lionhearted)، شاہ فرانس فلپ اگسٹس (Philip Augustus) اور شاہ جرمنی فریڈرک باربروسہ (Frederick Barbarossa) ان فوجوں کی قیادت کر رہے تھے۔ تاریخی کتب کے حوالے سے پرکھا جائے تو صلیبیوں کا اتحاد ثلاثہ اور تیسری صلیبی جنگ میں رونما ہونے والے واقعات، ناول میں پیش کیے گئے واقعات کے پہلو بہ پہلو نظر آتے ہیں۔

ناول کے پہلے باب کا عنوان "لڑائی" ہے۔ شرر نے اس سے پہلے کسی قسم کی تمہید نہیں باندھی نہ ہی پہلی اور دوسری صلیبی جنگ کا خلاصہ بیان کیا ہے۔ ناول کا آغاز مصنف اس طرح کرتے ہیں کہ صلاح الدین کا بیٹا ملک العزیز اپنی جماعت کی قیادت کرتے ہوئے صلیبی جنگ میں شرکت کے لیے روانہ ہوتا ہے۔ اس میں مرکزی کردار ملک العزیز کا ہے۔ صلیبی جنگوں کے حوالے سے عیسائیوں اور مسلمانوں کے درمیان مذہبی کشمکش کو بیان کیا گیا ہے۔ اس کے پلاٹ میں مسلمانوں کی عسکری حالت اور عیسائیوں کی عسکری طاقت کی طرف واضح ثبوت موجود ہے۔ یہاں پر مصنف تاریخی شعور و بصیرت سے کام لیتے ہوئے نظر آتا ہے۔ شرر ناول کے چوتھے باب میں لکھتے ہیں:

> "یہ بہت بڑی فوجیں تھیں اور اصل میں اس سرزمین کی قسمت کا اور اس کے ساتھ ہی دین اسلام اور دین مسیحی کی قسمتوں کا فیصلہ کرنے چلی تھی۔ اب عزت و آبرو خدا کے ہاتھ ہے۔

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 4, (Oct to Dec 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-IV)urdu-02

ماخذ تحقیقی مجلہ

دیکھیے میدان کس کے ہاتھ رہتا ہے یورپین فوج ایک لاکھ بچھتر ہزار اور ترکی فوج میں صرف اسی ہزار عربی اور ترکی اور مصری جوان تھے۔ اور وہ قیامت کی گھڑی بالکل قریب آگئی جبکہ دونوں خونخوار لشکر مل جائیں گے۔"(۳)

یہ واقعہ نہ صرف ناول کا حصہ ہے، بلکہ ہمیں یہ تاریخی صداقت مختلف مؤرخوں کے ہاں بھی نظر آتی ہے۔ مؤرخ مولانا اسماعیل ریحان کے مطابق "مسلمانوں کی تعداد نصرانیوں سے بہت کم تھی۔ ہر مسلمان کے مقابلے میں کم از کم چار عیسائی تھے۔"(۴) عکہ کی لڑائی صلیبی جنگوں کے تمام معرکوں میں سب سے شدید لڑائی تصور کی جاتی ہے۔ اس میں مسلمانوں اور عیسائیوں نے اپنی تمام تر طاقت استعمال کی تھی۔ اس لیے اسے " الواقعتہ الکبریٰ" بھی کہا جاتا ہے۔ عیسائیوں کی عسکری طاقت مسلمانوں سے زیادہ ہونے کے باوجود سلطان نے اپنی بکھری ہوئی فوج کو اکھٹا کر کے، حریف فوج کو شکست کھانے پر مجبور کر دیا تھا۔

تیسری صلیبی جنگ میں عبدالحلیم شرر نے صلاح الدین کی اس غلطی کی نشاندہی کی جو عکہ کی پہلی لڑائی میں ان سے سرزد ہوئی۔ اس لڑائی کے دوران صلیبیوں کو بری طرح پسپائی سے دوچار ہونا پڑا۔ مسلمانوں کے اندر اتنا جوش اور ولولہ تھا کہ عیسائی کسی صورت قدم نہیں جما پا رہے تھے۔ انھوں نے استقلال سے مسلمانوں کا مقابلہ کیا مگر مسلمانوں کے پرجوش حملوں کو روکنا ان کے لیے آسان نہ تھا۔ مسلمان لگاتار عیسائیوں کا خاتمہ کر رہے تھے۔ خود سلطان صلاح الدین کا دشمن کی فوج میں گھس کر ان کا مقابلہ کرنا محصورین عکہ کے لیے ہمت کا باعث تھا۔ اس طرح مسلمانوں کے حوصلے مزید بلند ہوئے۔ شہر عکہ والوں نے بھی دروازے کھول کر جنگ میں حصہ لیا۔ شہر پناہ کی دیوار سے تیر اندازوں نے عیسائیوں پر تیروں کی بارش کی۔ اس لڑائی میں ہزاروں کی تعداد میں عیسائی مارے گئے اور مسلمان بھی کافی تعداد میں شہید ہوئے۔ مسلمان اگر لڑائی جاری رکھتے تو صبح ہونے تک وہ عکہ شہر کو اپنے قبضے میں لے لیتے تھے لیکن مسلسل اور متواتر جنگ کی وجہ سے وہ تھک گئے تھے۔ اس موقع پر تھکے ماندے مسلمانوں کو دیکھتے ہوئے صلاح الدین نے جنگ کو روکنے کا اعلان کیا اور شہر عکہ میں داخل ہونے کو صبح تک ملتوی کر دیا۔ عبدالحلیم شرر لکھتے ہیں:

" مسیحی اس حملے کی تاب نہ لا سکے، گو اس اضطراب کے عالم میں رچرڈ نے بڑی کوشش کے ساتھ انھیں سنبھالنا چاہا مگر آخر پاؤں اکھڑ ہی گئے۔ رات کی تاریکی دونوں فوجوں کو خوا مخواہ جدا کرتی مگر ترکوں نے ایک کوہ شکن حملہ کر کے عیسائیوں کو پہلے ہی پسپا کر دیا۔ اس وقت ممکن تھا

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 4, (Oct to Dec 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-IV)urdu-02
ماخذ تحقیقی مجلّہ

کہ سلطان صلاح الدین مع اپنی فوج کے شہر عکہ میں داخل ہو جاتا، مگر یہ امر غلطی سے صبح پر اٹھا رکھا گیا۔ عیسائیوں نے اگرچہ شکست کھائی تھی مگر صرف اس وجہ سے کہ ترکوں نے ان کا تعاقب نہ کیا اور اپنے خیموں میں جاکر بیٹھ رہے۔"(۵)

اس شب سلطان صلاح الدین کی غفلت مسلمانوں کو بہت بھاری پڑی۔ صلاح الدین کو اپنی فتح کا مکمل یقین تھا کہ وہ اگلے دن عکہ کی شہر پناہ میں داخل ہو جائیں گے۔ اس کا نتیجہ یہ نکل سکتا تھا کہ مسلمان صلیبیوں پر غالب آجاتے مگر سلطان کے غلط فیصلے نے اس جنگ کو طویل تر کر دیا۔ ناول نگار نے اس واقعہ کو پیش کرتے ہوئے جو تاریخی بیان دیا ہے، اس کی صداقت دیگر مؤرخین کے ہاں بھی نظر آتی ہے۔ یورپین مؤرخ سٹینلے لین پول نے صلاح الدین کی اس غلطی کی نشاندہی اپنی کتاب "سلطان صلاح الدین ایوبی" میں کچھ اس طرح کی ہے:

"اس کے ایک طرف مسلمانوں کا لشکر تھا دوسری طرف عکہ کی فصیلیں اور مورچے تھے جن پر مسلمان سپاہی تیار کھڑے تھے۔ جو غلطی صور کے سامنے ہوئی تھی اسی غلطی کا عکہ کے سامنے اعادہ ہوا یعنی افرنجیوں کو اتنی مہلت دے دی کہ وہ خندقوں کے حصار میں پناہ گزیں ہو جائیں۔۔۔۔۔ اگر یہ غلطی نہ کی جاتی تو عکہ کا محاصرہ ۵ اکتوبر ۱۱۸۹ کو ختم ہو جاتا اور یہ پیش نہ آتا کہ دو برس تک اس کا سلسلہ جاری رہتا اور انجام بھی یہ نہ ہوتا کہ عیسائیوں کو فتح ہو جائے۔"(۶)

اس واقعہ سے متعلق تفصیلات کو مصنف نے تاریخی شواہد کے حوالے سے بیان کیا ہے۔ دیگر تاریخی کتب سے اس بات کی تصدیق ہو جاتی ہے۔ انھوں نے تاریخی واقعہ بیان کرنے کے ساتھ ساتھ صلاح الدین کے غلط اقدام کو بھی اجاگر کیا ہے۔ اگرچہ شرر واقعہ بیان کرتے وقت تاریخ نگاری کے فن کو ملحوظ خاطر رکھتے ہیں اور ان کے تقاضوں کو پورا کرتے نظر آتے ہیں۔ لیکن یہاں اس بات کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے کہ واقعات کو نہ صرف تاریخی ترتیب سے بیان کیا جائے بلکہ کرداروں کے حوالے سے بھی اسے اچھی طرح جانچنے کے بعد تحریر میں لایا جائے۔ ناول نگار واقعہ میں رنگ آمیزی سے کام تو لے سکتا ہے لیکن اس کے پاس یہ اختیار نہیں کہ وہ تاریخ میں ردو بدل کرے۔ عکہ کی پہلی لڑائی میں شرر نے رچرڈ شیر دل کا جنگ میں حصہ لینے کا ذکر کیا ہے جس میں تاریخی نقطہ نظر سے مبالغہ موجود ہے۔ اس پہلے معرکہ میں رچرڈ سرے سے موجود ہی نہیں تھا۔ یہاں تاریخی صداقت اور مصنف کے بیان میں تضاد نظر آتا ہے۔ عبدالحلیم شرر نے اس مقام پر اصل واقعہ کو اس انداز سے پیش کیا ہے جس سے

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 4, (Oct to Dec 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-IV)urdu-02
ماخذ تحقیقی مجلہ

تاریخ کی اصل صورت چھپ گئی ہے۔ انھوں نے تاریخ سے موضوع لے کر اسے ناول میں پیش تو کیا لیکن تاریخ کی اصل روح تک پہنچنے میں ناکام رہے۔ مصنف کو تاریخ میں ردو بدل کی اجازت صرف اس حد تک ہے کہ اصل واقعہ مسخ نہ ہونے پائے۔

اس ناول میں ملک العزیز کا ورجنا کو یہودیوں سے بچانا، خود عیسائیوں کے ہاتھوں قید ہونا اور ورجنا کا اسے رہا کرانا ایسے واقعات ہیں جو سراسر تخیلی ہیں۔ یہاں پر شرر نے ذاتی تخیل سے کام لیا ہے اور ناول میں کہانی کو ڈرامائی انداز دینے کے لیے یہ پلاٹ اختیار کیا ہے۔اس طرح مصنف کی تاریخ نگاری میں تخیل کے عناصر واضح نظر آتے ہیں۔ تاریخی ناول نگار کی یہ مجبوری ہوتی ہے کہ وہ حقیقی واقعات پیش کرتے وقت قاری کی دلچسپی کو بھی مد نظر رکھے، بلکہ اس کو ایسے منفرد انداز میں پیش کرے کہ قاری کسی طرح اکتاہٹ کا شکار نہ ہو۔ گویا یہ محض ایک تاریخ کی کتاب نہ لگے۔ اس طرح وہ تاریخی واقعہ بیان کرتے وقت تخیل کو بھی اس میں سموتا ہے۔ تاریخی حقائق میں مصنف کس حد تک تخیل سے کام لے سکتا ہے اس کا جواب "اردو ناول بیسویں صدی میں" کے مصنف عبد السلام یوں دیتے ہیں:

> "تاریخی ناول میں اصل چیز ناول ہے تاریخ اس کا صرف پس منظر ہے ناول نگار کو یہ حق ہوتا ہے کہ وہ تاریخی افراد کو ناول مثالی حیثیت دے اور غیر تاریخی افراد کو اہم ترین کردار بنائے۔ ناول نگار کو صرف اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ تاریخ کی روح مجروح نہ ہو۔"(۷)

شرر نے "سلطان صلاح الدین" کے اس مضبوط اقدام کا ذکر بھی کیا ہے جس میں انھوں نے عسقلان کو برباد کرنے کا فیصلہ کیا، تاکہ عیسائیوں کو ایسی پناہ گاہ نہ ملے جہاں سے وہ بحری اور بری حملے کر سکیں۔ اس لیے انھوں نے عسقلان کو مکمل تباہ کرا دیا تھا۔ رچرڈ کا اگلا قدم یہ ہی تھا کہ وہ عسقلان جائے اور صلاح الدین سے فیصلہ کن جنگ کرے، لیکن اسے اطلاع ملی کہ صلاح الدین پہلے سے ہی اسے تباہ کر چکا ہے۔ یہ واقعہ اپنی جگہ بالکل درست ہے۔ مختلف مورخین کے ہاں اس واقعے کا ثبوت موجود ہے۔

شرر نے اس ناول میں بعض مقامات پر واقعات میں زمانی اور تاریخی لحاظ سے بہت زیادہ تصرف کیا ہے۔ ناول کا پلاٹ درست کرنے کے لیے مصنف کو تاریخ میں کچھ ردوبدل کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہاں پر بھی پلاٹ کا تقاضہ تھا کہ انھوں نے کچھ واقعات کو زمانی ترتیب کی بجائے خود ساختہ ترتیب سے آپس میں پرو دیا۔ مصنف ان واقعات کو ناول میں پیش کرنے کے لیے ڈرامائی انداز اختیار کرتے ہیں۔اس ناول میں تاریخی عناصر تو پائے جاتے

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 4, (Oct to Dec 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-IV)urdu-02

ماخذ تحقیقی مجلہ

ہیں لیکن اس کے باوجود یہ کسی عہد کی خشک تاریخی دستاویز کی طرح نہیں ہے۔وہ داخلی پہلوؤں کے آئینے میں تخیل کا رنگ سمو کر، ان معرکوں کو الفاظ کا روپ دیتے ہیں۔ عبدالحلیم شرر نے عکہ کے محاصرے کو کہانی کی صورت ناول میں پیش کیا۔ تاریخی ناول نگار کی ہر ممکن کوشش ہوتی ہے کہ وہ تاریخی واقعات کو پیش کرنے کے لیے اس کے لوازم کو سامنے رکھے۔اس طرح یہ صرف تاریخ نہیں لگے گی۔اس حوالے سے محمد احسن فاروقی لکھتے ہیں :

"تاریخی ناول نگار کا اصل کمال یہ ہے کہ وہ تاریخی صداقت اور اپنی تخیلی جدت کو ساتھ ساتھ رکھے۔ تاریخی واقعات اور کردار کو اتنی ہی سچائی اور حقیقت کے ساتھ بیان کرے جتنا کہ مؤرخین بتاتے ہیں مگر ناول نگار کو تاریخی معاملات کو تخیل سے ملا لینا چاہیے کیوں کہ اسے کہانی کو تاریخ سے زیادہ ناول کی صورت دینی ہوتی ہے۔"(۸)

کامیاب تاریخی ناول نگاری کے لیے مصنف پر دہری ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔اسے ناول نگار کے ساتھ ساتھ مؤرخ کا کردار بھی ادا کرنا ہوتا ہے۔اس طرح وہ ناول کے جمالیاتی اقدار اور فنی تقاضوں کو بھرپور طریقے سے نبھا سکتا ہے۔ مصنف ذاتی تخیل اور تاریخی شعور کے ذریعے واقعات کو پوری سچائی و صداقت کے ساتھ قاری کے سامنے پیش کرتا ہے۔ اس لحاظ سے عبدالحلیم شرر کے ہاں تاریخی شعور نظر آتا ہے۔ انھوں نے اس حوالے سے مختلف تاریخی کتب کا مطالعہ کیا ہے۔میدان جنگ کا ماحول، وہاں کی منظر کشی اور مسلمانوں کے مذہبی جوش کو قدرے جزئیات کے ساتھ اس طرح پیش کیا ہے کہ وہاں کا بھرپور نقشہ قاری کی نظروں کے سامنے آ جاتا ہے۔یہاں پر مصنف جنگ سے متعلق حقائق سامنے لائے اور ان معرکوں کی متحرک تصویریں پیش کیں۔اس طرح انھوں نے ناول میں جو واقعات بیان کیے ہیں، وہ سارے قصے تاریخ میں موجود ہیں۔زمانی اور مکانی پس منظر کے حوالے سے بھی اگر اسے پرکھا جائے تو تاریخ میں اس سے انحراف نہیں۔

عبدالحلیم شرر نے "تیسری صلیبی جنگ" میں عیسائیوں اور مسلمانوں کے مابین ہونے والے سرگرم معرکوں کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔اس لڑائی میں مصنف نے عیسائیوں کے مذہبی جوش اور منصوبہ بندیوں کو بھی قلم بند کیا ہے ، مگر سلطان صلاح الدین کے کردار کی عظمت، کامیاب جنگی منصوبوں اور بہادرانہ لڑائی کو پرجوش طریقے سے پیش کیا۔ناول پڑھتے وقت قاری کے دل میں سلطان سے محبت اور عقیدت کے جذبات پروان چڑھتے ہیں۔انھوں نے اس کردار اور اس کے کارناموں کے ذریعے ملی جذبات پیدا کرنے میں کامیابی حاصل کی۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 4, (Oct to Dec 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-IV)urdu-02

اس طرح مصنف نے بالکل فطری اور پر اثر انداز سے مسلمانانِ ہند کے پژمردہ مذہبی جوش و خروش کو ابھارنے کی کوشش کی ہے ۔

عبد الحلیم شرر نے شہر عکہ پر عیسائیوں کے قبضہ کو مختلف پیرائے میں بیان کیا ہے۔ یہاں پر انھوں نے تاریخ کو فکشن کی صورت میں پیش کیا اور تخیل و فکشن کو تاریخ میں سمونے کی کوشش کی۔ مصنف نہ صرف صلیبیوں اور مسلمانوں کے درمیان ہونے والے معرکہ کو ناول میں پیش کرتے ہیں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ صلاح الدین کے بیٹے ملک العزیز کو عیسائیوں کی قید میں بھی دکھا رہے ہیں۔ ورجنا کا اسے قید سے رہا کرنے کی کوششوں کو بھی ناول کا حصہ بناتے ہیں۔ اس طرح وہ تخیل کے ذریعے کہانی میں رنگ آمیزی کرتے ہیں۔ جس سے تاریخ افسانوی صورت میں سامنے آتی ہے۔ انھوں نے تاریخ و تخیل کو ہم آہنگ کر کے کہانی ترتیب دی۔ اس طرح فنی لحاظ سے مصنف نے اپنی فنکارانہ صلاحیتوں کا مکمل استعمال کیا۔ عیسائیوں کا عکہ شہر میں داخل ہونے کا واقعہ انھوں نے اس طرح بیان کیا ہے:

> " گو عکہ والوں نے تیر باری اور سنگ باری سے مسیحیوں کو بہت نقصان پہنچایا مگر جب تقریباً دو لاکھ فوج سیلاب کی طرح بڑھی تو وہ کہاں تک روک سکتے تھے۔ یورپین سپاہیوں نے بڑی کوششیں کر کے عکہ کا وہ پھاٹک جو مشرق کی جانب واقع تھا توڑ ڈالا اور شہر کے اندر داخل ہو گئے۔"[۹]

شرر کا یہ بیان کہ عیسائی عکہ شہر کا دروازہ توڑنے کے بعد داخل ہوئے اور شہر پر قبضہ کر لیا تھا، سراسر مبالغہ پر مبنی ہے۔ تاریخی کتب کا مطالعہ کرنے سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ مسلسل دو سال محصور رہنے اور خوراک کے ذخائر ختم ہونے کی وجہ سے شہر کے امیر سیف الدین مشتوب ہتھیار ڈالنے پر مجبور ہوئے تھے۔ انھوں نے فلپ آگسٹس اور رچرڈ شیر دل سے معاہدہ کرنے کے بعد عیسائیوں کے لیے شہر کا دروازہ کھول دیا تھا۔ یہاں پر مصنف نے غلط بیانی سے کام لیا ہے۔ اس حوالے سے مولانا اسماعیل ریحان لکھتے ہیں کہ "سیف الدین مشتوب نے سلطان صلاح الدین کے پاس مراسلہ بھیجا جس میں بتایا گیا تھا کہ محصورین عکہ مجبوری کی انتہا تک پہنچ گئے ہیں۔ اس لیے انھوں نے عیسائیوں سے کچھ شرائط پر جان کی امان حاصل کر لی ہے۔"[۱۰] اس تاریخی واقعہ کے بیان میں شرر اور دیگر مؤرخین کے ہاں اختلاف پایا جاتا ہے۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 4, (Oct to Dec 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-IV)urdu-02

ماخذ تحقیقی مجلہ

اس ناول میں تاریخ اسلام کے پس منظر میں مسلمانوں کے ایک روشن اور درخشاں عہد کو قارئین کے سامنے پیش کیا گیا۔ انھوں نے تاریخی مقامات اور واقعات کے مناظر پیش کر کے ان کی تاریخی اہمیت اجاگر کی۔ مصنف نے آخری باب میں شاہ رچرڈ اور مسلمانوں کے درمیان رملہ کے مقام پر ہونے والی صلح کو بیان کیا ہے۔ یہ صلح شاہ انگلستان رچرڈ شیر دل اور ملک العادل و ملک الکامل کے درمیان ہوئی۔ اس بات میں بھی تاریخی صداقت پائی جاتی ہے کیوں کہ سلطان صلاح الدین اس وقت بیت المقدس کی حفاظت کے لیے گیا تھا۔ اس لیے سلطان کی اجازت سے ملک العادل اور ملک الکامل نے صلح کی تھی۔ مسلمان مؤرخ ممتاز لیاقت نے بھی یہی تاریخ رقم کی ہے۔ اس کے مطابق "۲ ستمبر ۱۱۹۲ کو شاہ انگلستان رچرڈ شیر دل اور سلطان صلاح الدین کے بھائی ملک العادل نے صلح نامے پر دستخط کیے۔"[۱۱] رچرڈ نے کئی بار صلح کی درخواست کی تھی لیکن اس کی شرائط ایسی ہوتیں جسے سلطان ماننے کو تیار نہ ہوتا۔ وہ جہاں بھی جاتا صلاح الدین اسے تنگ کرنے وہاں پہنچ جاتا۔ اس صلح میں سلطان صلاح الدین خود موجود نہیں تھا۔ اس کی جگہ ملک العادل نے رچرڈ سے صلح کی تھی۔ مصنف کے ہاں تاریخ اسی صورت میں موجود ہے لیکن انھوں نے یہاں صلح کی شرائط بیان نہیں کیں اور ناول کو ڈرامائی انداز میں اختتامی موڑ دیا۔ اس طرح تین سال آٹھ مہینے بعد "تیسری صلیبی" جنگ کا خاتمہ ہوا۔ اس صلح نامے کے حوالے سے تھامس ایف میڈن اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:

> "In August 1192, Richard became very ill. While bedridden, he received additional reports from home—all bad. ------he must return now to save his own kingdom. On September 2, he concluded a formal three-year truce between the Christians and Muslims."[۱۲]

> ترجمہ: اگست ۱۱۹۲ میں رچرڈ نہ صرف بہت بیمار ہو گیا تھا بلکہ اسے گھر سے رپورٹیں موصول ہوئیں کہ وہ اپنی بادشاہت بچانے کے لیے واپس آجائے۔ چناں چہ ۲ ستمبر کو اس نے تین سالہ جنگ بندی کا باقاعدہ اختتام کیا۔

درج بالا تجزیے اور تاریخی کتب کے تقابل سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ صلیبی جنگوں کے حوالے سے مصنف کے دیے گئے بیان فرضی و خیالی نہیں ہیں بلکہ تاریخی حقائق اور جغرافیائی صداقتوں پر مبنی ہیں۔ انھوں نے مسلمانوں اور عیسائیوں کے مابین ہونے والے معرکوں کو جزئیات کے ساتھ بیان کیا۔ تاریخی پس منظر کے حوالے سے صلیبی شورشوں کا ذکر بھی تفصیل سے کرتے ہیں اور ان شورشوں کے ضمن میں رچرڈ شیر دل کے مظالم کی طرف بھی اشارہ

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 4, (Oct to Dec 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-IV)urdu-02
ماخذ تحقیقی مجلہ

کرتے ہیں۔ناول "ملک العزیز ورجنا" بظاہر تو ان دو کرداروں "ملک العزیز" اور "ورجنا" کی رومانوی داستان پر مبنی ہے۔ لیکن حقیقت میں یہ مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان ہونے والے صلیبی معرکوں کی داستان ہے جسے شرر نے تاریخی صداقت سے پیش کیا ہے۔ مصنف کی یہی خواہش تھی کہ مسلمان ماضی کے درخشاں آئینے میں دیکھیں اور اپنے مستقبل کو تابناک بنانے کی کوشش کریں۔

فنی طور پر دیکھا جائے تو اس ناول میں تخیل کا رنگ غالب نظر آتا ہے لیکن اس کے باوجود شرر نے دلکش اور سادہ اسلوب کے ذریعے اس دور کی بہترین عکاسی کی ہے۔ انھوں نے الفاظ کے ذریعے ایسی تصویریں بنائی ہیں جس میں جنگ کے حوالے سے درپیش تلخ حقائق واضح ہو کر سامنے آتے ہیں۔ انھوں نے کہانی کی تشکیل میں تاریخی واقعات سے مدد لی ہے۔ اس طرح بغیر رکاوٹ کے وحدت اثر کو بھی قائم رکھنے کی کوشش کی ۔ اس کے ساتھ ساتھ تجسس کا عنصر بھی ہمیں ملتا ہے۔ ناول میں کہانی کو اس طرح پیش کرنے کا فن شرر کے ہاں ہی نظر آتا ہے۔ کہانی میں دل چسپی پیدا کرنے کے لیے اکثر مقامات پر تاریخی واقعات میں کمی بیشی سے کام لیا گیا ہے۔ تاریخی ناول نگار کو اس بات کی اجازت ہے کہ وہ تخیل کی رنگ آمیزی سے واقعات میں ردوبدل کرے۔ تاریخی ناول میں مصنف تخیل کو بروئے کار لاتا ہے، مگر اسے واقعات کی صداقت کو مسخ کرنے کی اجازت نہیں۔ عبدالحلیم شرر نے اگرچہ کئی جگہوں پر صلیبی جنگوں کے واقعات کی زمانی ترتیب میں تاریخ کے اصولوں سے انحراف کیا ہے، مگر اس کے باوجود تاریخی صداقت کو مسخ نہیں ہونے دیا۔

اپنے ماضی اور اسلاف کے بارے میں جاننا، انسان کا فطری امر ہے۔ پچھلے لوگوں کے کارہائے نمایاں تاریخ کی صورت میں موجود ہیں۔ ان واقعات و فتوحات کو اردو ادیبوں نے ناول کی صورت میں پیش کیا ہے۔ اس طرح افسانوی نثر میں تاریخی ناول نگاری کے ابتدائی نقوش ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد سامنے آتے ہیں۔ یہ وہ دور تھا، جب انگریزوں کے خلاف آزادی کی تحریک میں ناکامی کے بعد مسلمانوں کا استحصال شروع ہوا۔ اس وقت مسلمان اپنے مستقبل سے مایوس ہو چکے تھے۔ انھیں اس بات کی ضرورت تھی کہ اپنی ماضی کے روشن پہلوؤں پر نظر ڈال کر، اپنے حال کو بہتر بنائیں ۔ ان تاریخی ناول نگاروں نے مسلمانوں کی عظمت رفتہ، شان و شوکت اور عروج و کمال کی تصویریں پیش کیں۔ اس کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کی زبوں حالی، زوال اور شکست و ریخت کے اسباب اور وجوہات کو بھی بیان کیا۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ اسلامی تاریخ کے ایسے کرداروں کو سامنے لائیں، جنھوں نے اسلام کی نشر و اشاعت اور اس کی بقا کے لیے بہت سی قربانیاں دیں۔ وہ چاہتے تھے کہ ایسے واقعات کو ناول کا موضوع بنائیں

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 4, (Oct to Dec 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-IV)urdu-02
ماخذ تحقیقی مجلہ

جن کی روشن تاریخ سے آنے والی نسل خود اعتمادی حاصل کرے۔ انھوں نے تاریخی ناول کے فن کو نبھانے کی بھی پوری کوشش کی ہے۔ تاہم ناول کے بدیہی مقصد کو سامنے رکھتے ہوئے یہ واضح ہے کہ اس میں تاریخی معروضیت کی بجائے، برصغیر کے بسنے والے مسلمان کے نکتہ نظر سے اور مسلمان قارئین کو سامنے رکھ کر تحریر کیا گیا ہے۔ یوں اس کے تاریخی حقائق درست لیکن نکتہ نظر آفاقی کے بجائے محدود ہے۔ اس کا ہیرو تمام انسانی کوتاہیوں سے ماورا اور تمام بہترین اخلاقی و ذہنی و جسمانی خوبیوں سے مالا مال ہے۔ اپنے پیش کردہ مقصد کے مطابق یہ تاریخی موضوع پر لکھا گیا ایک رومانوی ناول ہے جس کا مقصد نا قابل شکست اور بہترین ہیرو کے کارناموں کی پیش کش ہے۔ یعنی ایک مثالیے کی تخلیق کا مقصد سامنے رکھتے ہوئے شرر نے ہر جگہ عیسائیوں کی بزدلی، کم ہمتی اور شکست اور مسلمانوں کی کامیابیوں، بہادری اور شجاعت کو فن کاری سے اجاگر کیا ہے۔

اردو ادب میں اسلامی تاریخی ناول نگاری کے حوالے سے عبدالحلیم شرر کا ناول "ملک العزیز ورجنا" ان کی اولین تصنیفی کوشش ہے۔ یہ بھی واضح ہے کہ اس ناول کی حیثیت سر والٹر اسکاٹ کے ناول ’’طیسمان‘‘ کے جواب دعویٰ کی تھی۔ یعنی وہاں عیسائی نکتہ نظر کو پیش کر کے کئی تاریخی حقائق کو مسخ کیا گیا تو شرر نے صلاح الدین ایوبی کے حوالے سے ان غلط فہمیوں کی درستی چاہی۔ برصغیر کے مخصوص ماحول میں جب مسلمان انگریز غلامی سے بیزار تھے، یہ عوام پسند تحریر یقیناً ایک قومی اور مذہبی جواب دعویٰ کی حیثیت رکھتی تھی اور اسی لیے اس ناول کی مقبولیت نے وہ بنیاد رکھی جس پر شرر تاریخی ناول نگاری کے میدان میں آگے بڑھے۔ بہ حیثیت مجموعی اس بات کا تجزیہ کیا جائے کہ کہاں کہاں شرر نے تاریخی حقائق سے گریز کیا اور کیوں تو ناول کے تمام اہم واقعات تاریخ سے ہم آہنگ ہیں۔ تاہم حقیقت سے چند مقامات کا گریز فنی تقاضوں اور کچھ مذہبی و قومی عصبیت کی دین لگتا ہے۔ اس میں اولین گریز تو خود ناول کا ہیرو ملک العزیز اور ہیروئین ورجنا ہیں۔ صلیبی جنگوں کے عیسائی ماخذات میں بھی یہ معاملہ مابہ نزاع ہے کہ رچرڈ نے صلاح الدین ایوبی سے صلح نامے کی شرائط میں اپنی بیوہ بہن، جوانا کا رشتہ پیش کیا تھا یا نہیں۔ اکثر ماخذات اس پر متفق ہیں کہ رشتہ بہن کا ہی دیا گیا تھا لیکن عیسائیت کے روحانی پیشوا، پاپ کی اجازت نہ ملنے پر بھانجی ورجنا کا رشتہ پیش کیا گیا۔ تاہم یہ طے شدہ امر ہے کہ یہ رشتہ صلاح الدین کے بھائی ملک العادل کو پیش کیا گیا کہ وہ بیت المقدس کے بادشاہ اور ورجنا ملکہ ہوں گی۔ ناول کے عنوان سے ہی، نامعلوم وجوہات پر شرر نے یہ رشتہ ملک العزیز سے جوڑا ہے۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 4, (Oct to Dec 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-IV)urdu-02
ماخذ تحقیقی مجلہ

چند تاریخی حقائق سے گریز بھی اس ناول میں ناقابل فہم ہے جیسے اس ناول میں عبدالحلیم شرر نے سلطان صلاح الدین کے بڑے بیٹے کو ہیرو کے طور پر پیش کیا ہے۔اس کا نام ملک الافضل نور الدین تھا۔ جس نے اپنے والد کے ساتھ تیسری صلیبی جنگ میں شرکت کی تھی۔ لیکن شرر نے ناول میں بڑے بیٹے کا نام ملک العزیز نور الدین لکھا ہے۔ حالاں کہ صلاح الدین کے دوسرے بیٹے کا نام ملک العزیز ابو الفتح عثمان تھا۔ تاریخی کردار کے حوالے سے اس ناول کا یہ کمزور ترین پہلو ہے۔ اس کے علاوہ عکہ کی لڑائی میں رچرڈ شیر دل کا حصہ لینا؛ یاعکہ کی فتح ایسے ہونا کہ عیسائی شہر کا دروازہ توڑ کر داخل ہوئے، حالانکہ وہ محاصرے کے بعد معاہدے کی صورت میں شہر فتح ہوا تھا۔ تاہم تاریخ کو تخیئل سے خوبصورت بنانے اور تاریخ کو مسخ نہ کرنے کا حصہ خود ورجنا کا یہودیوں کے ہاتھوں اغوا، ملک العزیز کا اس کی رہائی کے لیے کوشش اور دونوں کی باہمی محبت کی کہانی ہے۔ یہ وہ قصہ ہے جہاں ناول نگار نے اپنے تخیئل سے ایسے کردار اور واقعات تراشے ہیں جو خود تاریخی صحت پر اثر انداز ہوئے بغیر تاریخ کو عام آدمی کے لیے دلچسپ بناتے ہیں۔ ایک ناول نگار کی حیثیت سے بلا شبہ شرر تمام فنی و فکری تقاضوں سے عہدہ برا ہوئے ہیں، تاہم ایک تاریخی ناول نگار کی حیثیت سے اس شاہ کار ناول میں وہ جزوی تاریخی اغلاط نظر آتی ہیں جن کی نشاندہی کی گئی اور جن تبدیلیوں کا کوئی فکری یا فنی جواز بھی موجود نہیں۔

حوالہ جات

۱۔ ڈاکٹر ممتاز منگلوری، شرر کے تاریخی ناول اور ان کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ، لاہور: مکتبہ خیابان ادب، ۱۹۷۸ء، ص ۱۶۵۔۱۶۴

۲۔ ڈاکٹر محمد شاکر، اردو میں تاریخی ناول نگاری، نئی دہلی: از مصنف، ۲۰۰۳ء، ص ۲۲

۳۔ عبدالحلیم شرر، عبدالحلیم شرر کے چار ناول، لاہور: الحمد پبلیکیشنز، ۲۰۱۸ء، ص ۲۵۱

۴۔ مولانا محمد اسماعیل ریحان، سلطان صلاح الدین ایوبی، جلد دوم، کراچی: ادارۃ النور، ۲۰۱۴ء، ص ۱۴۰

۵۔ عبدالحلیم شرر، عبدالحلیم شرر کے چار ناول، لاہور: الحمد پبلیکیشنز، ۲۰۱۸ء، ص ۲۵۸

۶۔ سٹینلے لین پول، سلطان صلاح الدین، (ترجمہ: محمد عنایت اللہ)، دہلی: از شیخ محمد اسماعیل، ۱۹۴۲ء، ص ۲۳۳

۷۔ پروفیسر عبدالسلام، اردو ناول بیسویں صدی میں، کراچی: اردو اکیڈمی سندھ، ۱۹۷۳ء، ص ۵۴۔۵۳

۸۔ ڈاکٹر محمد احسن فاروقی، اردو ناول کی تنقیدی تاریخ، لکھنؤ: ادارہ فروغ اردو، ۱۹۶۲ء، ص ۱۱۰

۹۔ عبدالحلیم شرر، عبدالحلیم شرر کے چار ناول، لاہور: الحمد پبلیکیشنز، ۲۰۱۸ء، ص ۲۸۸

ماخذ تحقیقی مجلہ
ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 4, (Oct to Dec 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-IV)urdu-02

۱۰۔ مولانا محمد اسماعیل ریحان، سلطان صلاح الدین ایوبی، جلد دوم، کراچی: ادارۃ النور، ۲۰۱۴ء، ص ۳۰۲

۱۱۔ ممتاز لیاقت، تاریخ بیت المقدس، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۱۹۷۲ء، ص ۷۵

12. Thomas F. Madden, The Concise History of the Crusades, Third Edition, Rowman & Littlefield, Maryland, USA, 2014, P. 90